رجسٹرڈ ایل ۷۷

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی


بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم



# الحکم

چہ گویم با تو گرآئی چہ ہا در قادیان بینی ۔ دوا و شفا و غرض و دار الامان بینی


| جلد ۵ | قادیان دار الامان ۱۰ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء | نمبر ۲۵ |
| --- | --- | --- |


## کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمان

سلسلے کے لئے دیکھو نمبر ۲۴

جب کہ جھوٹی محبتوں فسق و فجور کے رنگ میں جلوہ گر ہونے والے عشق میں مصائب اور مشکلات کے برداشت کرنے میں ایک لذت ملتی ہے تو خیال کرو کہ وہ جو خدا تعالے کا عاشق زار اسکے آستانہ الوہیت پر نثار ہونے کا خواہشمند ہو وہ مصائب و مشکلات میں کس قدر لذت پا سکتا ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی حالت دیکھو مکہ میں ان کو کیا کیا تکلیفیں پہنچیں بعض ان میں سے پکڑے گئے قسم قسم کی تکلیفوں اور عقوبتوں میں گرفتار رہے مرد تو مرد بعض مسلمان عورتوں پر اس قدر سختیاں کی گئیں کہ ان کے تصور سے بدن کانپ اٹھتا ہے۔ اگر وہ مکہ والوں سے مل جاتے تو اسوقت بظاہر وہ ان کی بڑی عزت کرتے کیونکہ وہ ان کی برادری ہی تو تھے مگر وہ کیا چیز تھی جس نے ان کو مصائب اور مشکلات کے طوفان میں بھی حق پر قائم رکھا تھا وہ وہی لذت اور سرور کا چشمہ تھا۔ جو حق کی پیاس کی وجہ سے ان کے سینوں سے پھوٹ نکلتا تھا۔

ایک صحابی کی بابت لکھا ہے کہ جب اسکے ہاتھ کاٹے گئے تو اس نے کہا کہ میں وضو کرتا ہوں۔ آخر لکھا کہ سر کاٹو تو سجدہ کرتا ہے ہوا مر گیا ہے اس وقت اس نے دعا کی کہ یا اللہ حضرت کو خبر پہونچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مدینہ تھے جبرئیل نے جا کر اسلام علیکم کہا اور آپ نے علیکم السلام کہا اور اس واقعہ پر اطلاع ملی۔ غرض اس لذت کے بعد جو خدا تعالے میں ملتی ہے ایک کیڑے کیطرح کچل کر مر جانا منظور ہوتا ہے اور مومن کو سخت سے سخت تکالیف بھی آسان ہی ہوتی ہیں۔ بلکہ پوچھو تو مومن کی نشانی یہی ہوتی ہے کہ وہ مقتول ہونے کے لئے طیار رہتا ہے۔ اسیطرح اگر کسی شخص کو کہدیا جاوے کہ یا نصرانی ہو جا یا قتل کر دیا جائیگا اس وقت دیکھنا چاہیے کہ اسکے نفس سے کیا آواز آتی ہے۔ آیا وہ مرنے کے لئے سر رکھدیتا ہے یا نصرانی ہونے کو ترجیح دیتا ہے اگر مرنے کو ترجیح دیتا ہے تو وہ مومن حقیقی ہے۔ ورنہ کافر ہے۔ غرض ان مصائب میں جو مومنوں کو پہنچتے ہیں۔ اندر ہی اندر ایک لذت ہوتی ہے۔ بھلا سوچو تو سہی کہ اگر یہہ مصائب لذت نہوتے۔ تو انبیاء علیہم السلام ان مصائب کا ایک دراز سلسلہ کیونکر گذارتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی ایک عجیب نمونہ ہے۔ اور ایک پہلو سے ساری زندگی ہی تکلیفات میں گذری۔ جنگ احد میں آپ اکیلے ہی تھے لڑائی میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنی نسبت رسول اللہ ظاہر کرنا آپ کی کس درجہ کی شوکت جرأت اور استقامت کو بتاتا ہے میں سچ کہتا ہوں کہ انسان جب تک اس کوچہ میں داخل نہ ہو اُسے لذت ہی نہیں آتی یہہ ایک ایسی لذت ہے جسکی طرف خدا تعالے نے ہر مومن کو بلاتا ہے جسطرح اور اور لذتوں کا مزا چکھتے ہو اس کا بھی مزا چکھو۔ اور تلاش کرنیوالے اسے پا لیتے ہیں۔ اسطرف سے اگر تکاہل اور تساہل ہوگا۔ تو ادھر سے بھی حرکت نہ ہوگی۔ ادھر سے مجاہدہ ہوگا تو ادھر سے بھی حرکت ہوگی۔ مجاہدہ ایک ایسی شے ہے کہ اسکے بدون انسان کسی ترقی کے بلند مقام کو پا نہیں سکتا۔ خدا تعالے نے

قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا جو لوگ ہم میں ہوکر مجاہدہ کرتے ہین ہم انپر اپنی راہیں کھول دیتے ہیں۔ غرض مجاہدہ کرو۔ اور خدا میں ہوکر کرو تا کہ خدا کی راہین تمپر کھلیں اور ان راہون پر چل کر تم اس لذت کو حاصل کر سکو جو خدا میں ملتی ہے۔ اس مقام پر مصائب اور مشکلات کی کچھہ حقیقت نہیں رہتی یہی وہ مقام ہے جس کو قرآن شریف کی اصطلاح مین شہید کہتے ہین۔ لوگون نے شہید کے معنے صرف یہی سمجھہ رکھے ہین کہ کسی کافر غیر مسلم کے ساتھہ جنگ کی اور اس میں مارے گئے تو بس شہید ہو گئے اگر اتنے ہی معنے شہید کے لئے جاوین تو پھر مخالفون کو بہت بڑی گنجایش اعتراض کی رہتی ہے۔ اور غالباً یہی وجہ ہے کہ عیسائیوں اور آریوں نے اسلام کو تلوار کے ذریعہ سے پھیلنے والا مذہب قرار دیا ہے اگرچہ ان لوگوں کی سخت نادانی ہے کہ وہ بدون دریافت کئے اصل منشا کے اعتراض کر دیتے ہیں۔ مگر ہم کو ان مولویوں پر بھی افسوس ہے جنھوں نے قرآن شریف کے حقایق کو پیش نہیں کیا اور خیالی اور فرضی تفسیرین اور مصنوعی قصے بیان کرکے اسلام کے پاک اور خوشنما چہرہ پر ایک پردہ ڈالدیا ہے مگر خدا تعالے جو خود اسلام کا محافظ اور ناصر ہے وہ اب چاہتا ہے کہ اسلام کا پاک اور درخشاں چہرہ دکھلا جاوے چنانچہ یہہ سلسلہ جو اس نے اپنے ہاتھہ سے قایم کیا ہے اسی سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ الہی نصرت کا وقت آپہونچا۔ اور اسلام کی عزت اور جلال کے دن آگئے۔ کیونکہ خدا تعالے کی تائیدین اور نصرتیں جو ہمارے شامل حال ہیں یہہ آج کسی مذہب کے پیرو کو نصیب نہیں اور ہم دعوے سے کہتے ہین کہ کیا کوئی اہل مذہب ہے جو اسلام کے سوا اپنے مذہب کی حقانیت پر تائیدی اور سماوی نشانات پیش کر سکے

خدا تعالے نے یہ سلسلہ جو قایم کیا ہے یہہ اس حفاظت کے وعدہ کے موافق ہے جو اس نے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ کے لفظون میں کیا ہے۔ میرا مطلب یہہ تھا کہ شہید کے معنے صرف یہی نہیں کہ غیر مسلم کے ساتھہ جنگ کرکے مرجانے والا شہید ہوتا ہے ان معنون نے ہی اسلام کو بدنام کیا اور اب بھی ہم دیکھتے ہیں کہ الشیر سرحدی نادان مسلمان ان بے گناہ انگریزوں کو قتل کرنے میں ثواب سمجھتے ہین چنانچہ اسنے دن ایسی وارداتین سننے میں آتی ہین پچھلے دنون کسی سرحدی نے لاہور مین ایک میم کو قتل کر دیا تھا ان احمقون کو اتنا معلوم نہین کہ یہہ شہادت نہین بلکہ قتل بے گناہ ہے۔

اسلام کا یہہ منشا نہیں ہے کہ وہ فتنہ و فساد برپا کرے بلکہ اسلام کا مفہوم ہی صلح اور آشتی کو چاہتا ہے اسلامی جنگوں پر اعتراض کرنے والے اگر یہہ دیکھہ لیتے کہ ان میں کیسے احکام جاری ہوتے تھے تو وہ حیران رہ جاتے بچوں بوڑھوں اور عورتوں کو قتل نہیں کیا جاتا تھا۔ جزیہ دینے والوں کو چھوڑ دیا جاتا تھا اور ان جنگوں کی بنا دفاعی اصول پر تھی

ہمارے نزدیک جو جاہل پٹھان اسطرح پر بے گناہ انگریزوں پر پڑتے ہیں اور ان کو قتل کرتے ہیں وہ ہرگز شہادت کا درجہ نہیں حاصل کرتے بلکہ وہ قاتل ہین۔ اور ان کے ساتھہ قاتلون کا سا سلوک ہونا چاہیے؟

تو شہید کے معنے یہہ ہیں۔ کہ اس مقام پر اللہ تعالے ایک خاص قسم کی استقامت مومن کو عطا کرتا ہے وہ اللہ تعالے کی راہ مین ہر مصیبت اور تکلیف کو ایک لذت کے ساتھہ برداشت کرنے کے لئے طیار ہو جاتا ہے پس اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ مین منعم علیہ گروہ میں سے شہیدون کا گروہ بھی ہے اور اس سے یہی مراد ہے کہ استقامت عطا ہو۔ جو جان تک دیدینے میں بھی قدم کو ہلنے نہ دے۔

---

## مٹھائیوں کی ممانعت

برٹش ساخت کی مٹھائیوں کے قسطنطنیہ میں داخل ہونے کی ممانعت کی گئی ہے ترکش ڈاکٹروں نے ان کو زہریلی قرار دیا ہے

## شکریہ و شکایت

ہم نے اعلان کر دیا تھا کہ ۱۰ جون کو الحکم کی قیمت وصول کرنے کے لئے ان احباب کے نام وی پی کیا جاوے گا جنکو مطبوعہ کارڈ کے ذریعہ اطلاع دی جاوے گی چنانچہ ایسے بزرگواروں کی خدمت میں مطبوعہ کارڈ ارسال کئے گئے۔ جن میں سے اکثر نے وی پی پیکٹ وصول کر کے کارخانہ کی اعانت فرمائی اور بعض احباب نے واپس کر کے اس ہمدردی کا ثبوت دیا جو ان کو الحکم کے ساتھ ہے۔ اگرچہ وہ احباب جنہوں نے اعانت فرمائی ہم سے کسی شکریہ کے اُمیدوار نہیں کیونکہ انھوں نے اپنا فرض ادا کیا ہے لیکن ہمارا فرض ہے کہ ان کی بروقت امداد کا شکریہ ادا کریں جو ان الفاظ میں کیا جاتا ہے جزاھم اللہ احسن الجزا

اور جن مہربانوں نے پیکٹ واپس کئے ہیں اُن سے سخت شکایت ہے کہ جب کہ ان کو کافی وقت اطلاع کے لئے دیا گیا تھا اگر وہ پیکٹ کی قیمت دینے کو طیار نہ تھے اطلاع دیتے تاکہ مفت میں ایک دینی خادم کو نقصان اُٹھانا نہ پڑتا چونکہ انھوں نے ہمکو کوئی اطلاع نہیں دی اس لئے جس قدر حرجانہ ہوا ہے ان کے حساب میں درج کیا گیا ہے۔ اُمید ہے کہ وہ توجہ فرما کر خود ہی قیمت بھیجدیں گے یا اخبار بند کرنے کی اطلاع دیں تاکہ پھر ان کو نہ کہنا پڑے کہ ہم پر بدظنی کی۔ ابھی تک بہت سے ایسے احباب بھی ہیں جنکے ذمہ اجرائے اخبار کے دن سے آج تک کا چندہ باقی ہے خدا ان کو توفیق دے کہ بروقت چندہ ادا کیا کریں۔

## اعلا

الحکم کی اشاعت میں جو تعویق اعجاز المسیح کی اشاعت پر کارپردازان الحکم کی مصروفیت کی وجہ سے ہوگئی تھی اور جس کا ذکر ہم نے اسی وقت الحکم میں کر بھی دیا تھا ابھی تک اس تعویق کی تلافی نہیں ہوئی۔ جس پر بسا اوقات ہمارے ناظرین میں ایک شور قیامت بپا ہو جاتا ہے ناظرین کا اضطراب بتاتا ہے کہ الحکم کے ساتھ ان کو کس قدر محبت ہے اور الحکم نے ان کی ستہ ضروریہ کو وہی سے چہ برابر بنا دیا ہے۔ لیکن اگر وہ اس تعویق کی وجہ پر باوجود مطلع ہونے کے مجھے معذور سمجھتے تو شاید اس سے بھی بہتر ہوتا۔ اعجاز المسیح کی اشاعت پر جب کہ مدرسہ تعلیم الاسلام میں اس مبارک نشان کی ظہور کی تقریب پر رخصت دی گئی تھی اگر الحکم بھی ایک اشاعت تعطیل میں گذار دیتا تو بھی سزاوار تھا مگر اس نے پسند نہیں کیا۔ ہم نے اس توقف کی تلافی کے لئے یہ ضروری سمجھا ہے کہ ۱۰ جولائے کا الحکم پورے آٹھ صفحوں پر شائع کردیں اور آیندہ کی اشاعتوں میں ان آٹھ صفحہ کی کمی کو وقتاً فوقتاً پورا کر دیا جائے۔

---

**وحشیانہ رسم۔** افریقہ کی بنگو قوم میں شادی ہوتے ہی عورت کے نچلے لب میں چھید کر کے اس کے ارد گرد لکڑی کا ایک السا الہ لگا دیتے ہیں جس سے چند ہی روز میں لب لمبا ہو کر لٹکنے لگ جاتا ہے شادی کے وقت دلہن کی قیمت دولہا کو ادا کرنی پڑتی ہے۔

## بیعت

رمضان الدین صاحب۔ قتال پور۔ ضلع
والدہ ” ”
سلطان صاحب ” ”
غلام احمد صاحب ” ”
غلام محمد صاحب ” ”
ہر دو ہمشیرہ صاحبان مذکور ”
غلام سرور صاحب ڈیرہ اسمعیل خان معرفت تحصیلدار صاحب بندوبست
عبداللہ شاہ صاحب۔ روڑکی۔ سہارنپور
شمس مکان موتی رام ڈپٹی۔
حافظ رکن الدین صاحب۔ صوفیان امرتسر۔ حال اخانہ۔ وزیر آباد۔
محمد الدین صاحب کاتب۔ قوال بنگلے متصل اکبر آباد۔ سیالکوٹ۔ حال سیالکوٹ کاتب مطبع مفید عام پریس سیالکوٹ
قاسم خان صاحب۔ ہرکہ۔ راولپنڈی ڈاکخانہ رواٹ تحصیل راولپنڈی حال مردان ریلوے سٹیشن۔ ضلع پشاور
محمد اسمعیل صاحب۔ سوجانپور۔ کانگڑہ پوسماسٹر ڈاکخانہ ”
قاضی بخش الدین صاحب۔ بایں مغربی ملازم ریلوے پولیس۔
برکت علی صاحب گوجروالیہ۔ لودھیانہ
محمد اسمعیل صاحب ” ”
صدیق اکبر صاحب ” ”
فتح محمد خانصاحب ” ”
محمد عبد اللہ خانصاحب۔ گلگت
محمد سلطان صاحب چھاؤنی مرے۔ پشاور
مولوی غلام محمد صاحب جاوہ کھگہ تعلقہ ملتان ڈاکخانہ دینانو تحصیل موو ہران۔
کرم الٰہی صاحب۔ نداوڑہ۔ سیالکوٹ ڈاکخانہ بدوملی تحصیل رعیہ۔
والدہ ” ”
قاضی محمد سراج الدین صاحب۔ تالیکوٹ حیدر آباد دکن۔
سید محمد حسین صاحب۔ شہر سیالکوٹ
ظہور الحسن صاحب کوہ شملہ گورنمنٹ پریس

**الراقم محمد سراج الحق جمالی نعمانی**

شمس الدین

# غور طلب باتیں

۱۔ جو لوگ آخرت کو بھلا دیتے ہیں۔ وہ خود عذاب شدید کے مستحق اور دوسروں کی گمراہی کا موجب بنتے ہیں۔ وہ شیطان کے بندہ اور شیطانی گروہ میں شامل اور دنیا اور آخرت میں برباد ہونے والے ہیں چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ یَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَھُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ بِمَا نَسُوْا یَوْمَ الْحِسَابِ فَوَیْلٌ لِّلْقٰسِیَۃِ قُلُوْبُھُمْ مِّنْ ذِکْرِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔ وہ تحقیق جو لوگ اللہ کی راہ سے بہکانے والے ہیں ان کیواسطے عذاب شدید ہے کیونکہ انہوں نے زمانہ حساب کو بھلا دیا اور ان لوگوں پر جن کے دل ذکر الٰہی کی طرف سے سخت ہو گئے یہ لوگ صریح گمراہی میں ہیں۔ اِسْتَحْوَذَ عَلَیْھِمُ الشَّیْطٰنُ فَاَنْسٰھُمْ ذِکْرَ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ حِزْبُ الشَّیْطٰنِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّیْطٰنِ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ۔ شیطان نے ان پر قابو پالیا۔ پس ان کو اللہ کے ذکر سے غافل بنا دیا یہی لوگ شیطانی گروہ ہیں۔ خبردار! بتحقیق شیطانی گروہ برباد ہونے والا ہے۔ وَمَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِکْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَیِّضْ لَہٗ شَیْطٰنًا فَھُوَ لَہٗ قَرِیْنٌ۔ جو شخص ذکر رحمان سے غافل ہوتا ہے ہم اوسپر شیطان کو متقابض کر دیتے ہیں۔ پس وہ اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔ پس تم غافل ہوکر دن رات یہی چاہتے ہو۔ کہ شیطانی گروہ میں شامل ہو اور نعوذ باللہ مفتری اور بے ایمان بنے رہو۔ اور حق و سعادت کے راستوں سے دور جا پڑو۔

۲۔ غفلت سے سوئے ہوئے لوگ انکل بازیوں سے لعنت الٰہی کے نیچے آجاتے ہیں جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے۔ قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ غَمْرَۃٍ سَاھُوْنَ انکل باز لوگ ہلاک ہوں جو غفلت میں بیخبر ہیں۔ پس کیا غفلت میں انکل بازیوں سے بیباک نہ کی اسکرو گے اور تذکرۃ القرآن کیطرف کبھی بھی نہ جھکوگے نصیحت اور یاد دہانی مومنوں اور خدا ترسوں کے واسطے مفید ہے مگر شقیوں کیواسطے غیر موثر ہوتی ہے۔ پس سعید و شقی اور بدبختی وضیعی کی یہی شناخت ہے۔ کہ وہ نصیحت کو مانتا ہے یا نہیں تنذیر سے عبرت زدہ ہوتا ہے یا نہیں۔ اور ذکر الٰہی کو چاہتا ہے یا نہیں۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے۔ فَذَکِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّکْرٰی سَیَذَّکَّرُ مَنْ یَّخْشٰی وَیَتَجَنَّبُھَا الْاَشْقَی الَّذِیْ یَصْلَی النَّارَ الْکُبْرٰی۔ پس تو نصیحت کر جہاں تک نصیحت مفید ہو جو خدا ترس ہے وہ نصیحت پذیر ہو جائیگا مگر وہ بدبخت گریز کرے گا۔ جو بڑی آگ میں داخل ہونے والا ہے وَذَکِّرْ فَاِنَّ الذِّکْرٰی تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ اور تو نصیحت کر پس تحقیق مومنوں کو نصیحت سود مند ہوتی ہے پس کیا نصیحت کی بات سنو گے یا اس سے ضد اور نفرت رکھو گے کیا سعادت کی حجت اپنے نفس پر قایم کرو گے یا شقاوت کی جنت کی یا جہنم کی نجات کی یا ہلاکت کی۔

جب قساوت قلبی و بدکاری انتہا درجہ کو پہنچ جاتی ہے تب سنت اللہ یہ ہے کہ رحمت اور ہدایت کے سامان پیدا ہوا کرتے ہیں۔ جتنے لوگ ہیں از سر نو زندہ ہو جاتے ہیں مگر بدبخت لوگ سرکشی اور مخالفت کی وجہ سے اور زیادہ برباد ہو جاتے ہیں۔ اس کی حقیقت بعینہ ایسی ہے جیسے کہ خشک موسم کے بعد جبکہ زمین مردہ پڑجاتی ہے بارش ضرور آتی ہے اور بیج تخموں اور جڑوں کو نشو و نما دیکر سرسبز کرتی ہے مگر گلے ہوئے تخم اور جڑیں گل سڑ جاتے ہیں اب چونکہ غفلت کی وجہ سے قساوت قلبی اور بدکاری انتہا درجہ کو پہنچ چکی ہے اس لئے سنت اللہ کے مطابق رحمت و ہدایت کے سامان بھی پیدا ہو گئے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے۔ اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا یَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَیْھِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُھُمْ وَکَثِیْرٌ مِّنْھُمْ فٰسِقُوْنَ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا قَدْ بَیَّنَّا لَکُمُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ کیا مسلمانوں کے واسطے وہ وقت نہیں آیا کہ ذکر خدا اور ذکر قرآن کے لئے ان کے دل گداز ہوں اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنکو پہلے کتاب دی گئی تھی پھر ان پر ایک مدت دراز گذر گئی۔ اور ان کے دل سخت ہو گئے اور اکثر ان میں سے فاسق ہو گئے۔ لوگو جانو۔ کہ اللہ زمین کو اس کے مرے پیچھے زندہ کیا کرتا ہے ہم نے آئیتیں صاف صاف بیان کر دی ہیں۔ تاکہ تم سمجھو۔ پس کیا مسلمانوں کے واسطے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ذکر خدا اور ذکر قرآن کیواسطے ان کے دل گداز ہوں اور زیادہ غفلت سے روز بروز سیاہ باطن ہونے جائیں اور فاسقوں کی کثرت ہو جائے۔

قرآن مجید انسان کے اندر ذکر و فکر کی قوتیں پیدا کرنی چاہتا ہے اور خود سراسر وعظ و نصیحت ہے سچے قصوں اور واقعی مثالوں سے انسان کو بیدار اور خبردار کیا اور حیوانی زندگی کے علاوہ ایک روحانی زندگی بخشنی چاہتا ہے چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے اِنْ ھُوَ اِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ یہ تمام جہانوں کے واسطے نصیحت ہی نصیحت ہے پھر فرماتا ہے اِنْ ھُوَ اِلَّا ذِکْرٰی لِلْبَشَرِ یہ تو بشر کے واسطے نصیحت ہی نصیحت ہے پس کیا اس نصیحت کو سننا اور سمجھنا نہیں چاہتے ہو۔ کیا سوائے پند اور نصیحت کے اس کا کوئی اور کام یا مقصود ہے۔

---

## ڈاکٹر رحمت علی صاحب اور وکیل نذیر احمد صاحب کی خط و کتابت پر ایک نظر۔

سلسلے کیلئے دیکھو نمبر ۲۴ جلد ۵

دلیل ہو سکتی ہے کہ ایک گروہ کثیر نے اُسے دستور العمل بنایا اور اسی ذریعہ سے تمام گذشتہ کامیابیوں اور منعم علیہم کی کامیابیوں اور انعاموں کے وارث ہوئے۔ غرض غلطی کو وہ شعر جسے وکیل صاحب استشہاد میں لائے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس کی تہ میں نہیں پہونچے۔ میرے دوست وکیل صاحب ان میری باتوں میں خوب غور کریں اور سمجھ لیں کہ جس منطق اور علم پر وہ ناز کرتے ہیں اور اس کی ایک میزان بنا کر ہمارے سلسلہ کو کم وزن ثابت کرنا چاہتے ہیں وہ ریزہ ملیسوں اور جیفہ خواران دنیا کی جھوٹی منطق اور خشک علم ہے۔ اس منطق اور خشک علم سے صرف یہ فانی دنیا کمائی جاتی ہے جو تو اسے بہیمی کی غذا اور مویشیوں کا چارا ہے۔ یہ منطق اور علم بنیوں اور بقالوں اور وڑوں کراڑوں کے پاس بھی ہے زندہ علم اور سچی منطق قرآن کے چشمہ کے متقی اور صادقوں کی بیعت اختیار کرنے سے اس میں جلا پیدا ہوتی ہے۔ راست بازی فراست میں نور اور ذہنی قویٰ میں ذکاوت بخشتی ہے۔ راست باز کی کلام کی حفاظت کے لئے خدا کے ملائکہ چاروں طرف متعین ہو جاتے ہیں اور اُسے غلطیوں اور خطاؤں کی اُس رسوائی سے بچا لیتے ہیں جس میں اغیار مبتلا ہوتے ہیں۔ آپ کا یہ کلام مشکوٰۃ نبوت سے ماخوذ نہ تھا اسلئے کبھی فراست اور حقیقی منطق نے اس کا ساتھ نہ دیا اور کس قدر بودا اور فضول ثابت ہوا ان فی ذٰلک لعبرۃ لمن یخشیٰ۔ غرض صحابہ نے اس دنیا میں رہ کر اور اسے برت کر دکھایا کہ وہ دنیا کے فرزند نہیں۔ دنیا اُن کا قبلہ ہمت اور مطمح نظر نہ تھی لیکن تبعاً اور طبعاً اُس راہ میں آپڑی جس پر وہ اصلی مقصود کے حاصل کرنیکو چلے۔ یا یوں کہو کہ دنیا خود اُن کے پیچھے آئی اور ہر کی فطرۃ میں یہ مادہ رکھا گیا ہے کہ راست بازوں کی خدمت کے لئے اُن کے پیچھے ہولے۔ کیا کوئی دل خیال کر سکتا ہے کہ آنحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ شان و شوکت اور قیصر و کسریٰ کے املاک پر قبضہ مقصود بالذات ہونے کی طرح مد نظر تھا اُس وقت جب کہ پوری بے سامانی میں رب العرش کے نام کی تبلیغ شروع کی۔ اور اعلائے کلمۃ اللہ کے ساتھ ساتھ یہ آرزو بھی دل میں گدگدی کرتی تھی کہ جسمانی کامرانیوں اور عیشوں کے لئے دنیوی بادشاہی بھی مل جائے اور کیا آپ کے خلفائے راشدین کا بھی وہی قبلہ اور مقصد تھا۔ اگر ظالم نکتہ چین نصرانی اُنھیں دنیا پرست اور قطاع الطریق اور عیاش کہنے سے شرم نہیں کرتا اور باز نہیں آتا تو کیوں اُنکی ساری مقصود و مطمح زندگی میں ایک بھی نظیر نہیں دکھاتا جس سے اُن کے رو بدنیا ہونے اور یورپ کیسی عیاشی کا ثبوت ملے۔ کیوں ایسا دیکھا جاتا ہے کہ کھردرے کپڑے کی نہایت ہی سادہ پوشاک وہ پہنتے اور بیت المال سے اتنی تنخواہ پر گزارہ کرتے ہیں جسے آج معمولی سپاہی بھی بلند نظری سے قبول کرتے ہوئے گھبراتا ہے۔ پولیٹشن اور صادقین بظاہر پرداز اور جست قدمی اور عزم کے ابتدا میں ملتے جلتے معلوم ہوتے ہیں لیکن درمیانی کارروائیاں اور آخری نتائج اُن میں فارق اور فاصل ہو جاتے ہیں۔ فریق اول کا سچا مقصود سفلی زندگی کے مایہ الالتذاذ کا حصول اور خاک و خون ہوتا ہے جبکہ صالحین علیہم السلام کا نصب العین صرف خدا ہوتا ہے۔ وہ عالی عزم بلند نظر لوگ کبھی زمین پر سرنگوں نہیں ہوتے اُن کا قبلہ آسمان میں ہوتا ہے اس لئے اُن کی نگاہ ہر وقت آسمان پر ہوتی ہے۔ زمین پر نگاہ اور ناک کا رکھنا کتوں کا کام ہوتا ہے جو طالبان دنیا کی بروزی شکل اور اعتبار اور حقائق اشیاء کے سچے اظہار کے لئے خدائے حکیم کی طرف سے مخلوق ہوئے ہیں۔ غرض نبوت کی پرواز اور لوازم کا انجام لا محالہ ملک گیری اور سلطنت کا زیر نگین آ جانا ہی ٹھہرتا ہے مگر برتاؤ اور تحمل سے دونوں کی زندگیوں اور مقاصد میں صاف فرق نظر آتا ہے۔

اب عیسائیوں کی ناپاک نکتہ چینی کے بعد مقدس اصحاب پر یہ دوسرا ظلم ہے جس کی تحریک مسلمانوں کی ذریت کی طرف سے شروع ہوئی ہے کہ اُنھیں یورپ کی شکل اور طریق میں دنیا کو کمانے اور برتنے والا کہا جاتا ہے اور مسلمانوں کو یورپ کا مقتدی بنانے کے لئے اُن کے نمونوں کو گواہ اور سند کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ نصرانیوں اور رافضیوں کے بعد یہ تیسری قوم نیچریوں یا میٹریلیسٹوں کی پیدا ہوئی ہے جنہوں نے خدا کے قدوسیوں کی بے ادبی کرنے کی جرأت کی ہے۔

فلیبک علی الاسلام من کان باکیا۔

یہاں طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ انسانی فطرۃ میں وہ کونسی کیفیت پیدا ہو جاتی اور کس ذریعہ سے پیدا ہوتی ہے کہ اس دنیا میں رہ کر بجز خدا کا ہو رہتا ہے اور پوری کامیابی اور باسامانی میں تمام سفلی اور بہیمی زہریات سے صاف بچ جاتا ہے اس لئے کہ یورپ کے نصرانی جو آج آنکھوں کے سامنے دنیوی کامیابی کا ایک ہی نمونہ ہیں اس خیال کے امکان تک کو بھی فرض کرنے نہیں دیتے کہ دنیا اپنی زیب و زینت کے ساتھ آنحضرت

اُٹھا کر ایک جلوہ ہی دکھائے اور پھر کتوں کی طرح اُس کے پیچھے ہی نہ ہو جائیں۔ اور تقویٰ طہارت اور خشیت اور تعبدی راہوں کو یک قلم خیرباد نہ کہدیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ مسلم اور واضح ہو چکا ہے کہ صحابہ لاریب واقعی اور نفس الامر میں موجود فی الخارج ایک قوم تھی جنھوں نے آج کل کے سگان دنیا کے خلاف دنیا میں رہ کر اور پھر اس دلدل سے پاک صاف نکل کر اتنا تو ثابت کر دیا کہ انسانی فطرت میں یہ مادہ ضرور ہے کہ اس زندگی کی ساری راہوں میں اپنے جذبات اور خشتہیات پر خدا کو ایثار کر سکتا ہے۔ اب یہی بات کہ وہ کیفیت کیا شئے ہے اور کیونکر وہ جوہر مل سکتا ہے کہ آب و آتش کے جمع کرنے پر قدرت حاصل ہو گئی اس کا جواب یہ ہے کہ وہ کیفیت نام ہے زندہ ایمان کا اور وہ حاصل ہوتا ہے زندہ خدا کے زندہ اور تازہ بتازہ نشانوں کے دیکھنے سے اس سفلی زندگی کے جذبات اور شہوات پر کبھی موت وارد نہیں ہو سکتی اور گناہوں کی غلامی سے نجات کبھی حاصل نہیں ہو سکتی جب تک خدا پر زندہ ایمان نہ ہو۔ جس خدا کو دوسرے لوگ باپ دادوں کے ناولوں اور فسانوں کا نائٹ یا ہیرو سمجھ کر مانتے ہیں یا کتابوں کے ورقوں پر اس کے نام کو دیکھا ہوا پا کر اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ یہ اُسے بلاواسطہ متکلم مدبر متصرف اور مالک یقین کرے۔ اس کے کانوں میں بلاواسطہ اُس کی کڑکیلی اور سریلی آواز آ جائے کہ انّی انا اللّٰہ لا اِلٰہ الّا انا انّی انا ربک اور دوسری صورت یہ ہے کہ اگر خود بلاواسطہ اس موہبت کا مورد نہیں تو مہبط وحی کی معیت اسے نصیب ہو۔ تیسری صورت کوئی بھی نہیں کہ اس عالم کی مادی کامیابیوں کے کیچڑ میں کوئی پھنسی اور پھر صاف پاک کپڑے لیکر نکل آوے۔ خدا نے حریصین طالب دنیا کی روحانی اور مثالی صورت کے اظہار کے لئے پلید کتے کے بعد جس کی ناک زمین پر رہتی ہے خواہ یورپ کا خوبصورت شریف کتا کیوں نہ ہو۔ مکھی کو عبرت اور نمونے اور سبق کے لئے بنایا ہے مکھی شہد پر پڑتی اور صبر نہیں کر سکتی کہ تھوڑی تھوڑی مقدار پر کسی قدر لے کر آزادانہ اُڑ جائے۔ شدت حرص سے اُس میں ڈوب ہی جانے کی کوشش کرتی ہے کہ لوٹتی ہوئی کافی ذخیرہ ساتھ لے جائے مگر ہلاک ہو جاتی ہے۔ اب خواہ یہ کہو کہ مکھی میں کمزوری تھی اس لئے وہ شہد کی پر زور کشش سے دامن چھڑا نہ سکی یا شہد کی فطرۃ ہی ایسی بنائی گئی تھی کہ کسی نے اُسے چھوا اور پکڑا گیا۔ یورپ پر اس قدر فسق و فجور اور عیاشی کیوں غالب آگئی۔ اور اُس کے فرزندوں کا خیال رات اور دن بجز اس کے کچھ نہیں کہ تھیٹروں اور رقص خانوں اور لہو و لعب کی جگہوں کی گرم بازاری ہو۔ جسمانی صحت یا شہوات کی صحت و عافیت کا ذریعہ اسے ہی سمجھا گیا ہے کہ ایسی ہی چہل پہل کی زندگی ہو۔ اس کی وجہ سوا اس کے نہیں کہ مردہ ایمان اور مردہ خدا پیش کیا گیا اور اٹھارہ سو برس میں اس کی آواز نہ کسی نے بلاواسطہ سنی اور نہ ہی کسی بلاواسطہ سننے والی کی صحبت اُن کو میسر آئی بلکہ قوم کو یہ یقین اور اعتقاد دلایا گیا۔ کہ اب خدا کے تکلم یعنی زندہ نشانوں کی کوئی صورت ہی نہیں۔

اس دنیا میں بالمقابل دو گروہ ایسے نظر آتے ہیں کہ بجز نوعی صورت میں تشابہ واقع ہونے کے دونوں کے اقوال و اعمال حیرت انگیز اور نمایاں فرق ایک دوسرے سے دکھاتے ہیں۔ جب سے تاریخ عالم اور تمدن کے آثار نشان دے سکتے ہیں مرسلوں اور نبیوں کا گروہ ایک بال بھر کے فرق کے بغیر مختلف زمانوں اور مختلف ملکوں اور مختلف بولیوں میں ایک ہی وضع کا اور ایک ہی صورت و لہجہ میں بولنے والا اور ایک ہی مرکز پر ٹھہرے ہونے والا نظر آتا ہے۔ ہر ایک کا یہی قول تھا کہ اے قوم یہ زندگی دنیا کی کھیل اور تماشا ہے اور آنے والا جہان دار القرار ہے۔ اور کہیں اس جہان کی طمع اور کھوٹی چیزیں کہا اور طرح طرح کے پیرایوں میں یہ دکھایا کہ اس زندگی کی لذتیں زہر سے تلی ہوئی اور ابدی ہلاکت کی سزا ہیں . . . . گرفتار کرانے والی ہیں۔ اور سب نے اپنے عمل سے اسبات کا ثبوت دیا کہ اس جہان کی چیزوں کو بقدر ضرورت کے برتتے ہیں۔ اور جیسے ایک سوار گھوڑا رکھتا اور اس کی عزیز پرداخت کرتا ہے مگر نہ گھوڑے کے لئے اور نہ اُسے مقصود بالذات سمجھ کر بلکہ اس لئے اُس کی نگہداشت کرتا ہے کہ وہ مطلوب تک پہونچانے کا ذریعہ اور محبوب کے ایوان رفیع تک پہونچنے کی نردبان ہے اسی طرح اور اسی حد تک انھوں نے دنیوی اشیا کی طرف توجہ کی۔ بے حیا نکتہ چینیں اور نکتوں کی تلاش میں جان کھپا دینے کے ساتھ ہی دشمن نے یہ الزام اُن پر لگا کر ثبوت نہیں دیا کہ وہ دوسرے دنیا پرستوں کی طرح تنعم اور عیش میں زندگی بسر کرتے تھے

اب غور طلب بات یہ ہے کہ اگر کوئی اور بڑا مقصد اُن کے پیش نظر نہیں تھا جس کے حاصل کرنے کی تدبیر انھیں یہ بتائی گئی تھی کہ اس دنیا کی لذات سے اجتناب کرنے کے سوا اُس گوہر مقصد کا کنار میں آنا محال ہے اور اگر ان لذات

اور تنعمات اور شہوات کو اُس راہ کا رہزن اُنھوں نے نہیں سمجھا تھا تو پھر کس چیز نے اُن کو اس زاہدانہ اور بظاہر خشک اور پھیکی زندگی کے اختیار کرنے پر مجبور کیا۔ ایک رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھو بعثت کے زمانہ سے قبل عین اُمنگتی ہوئی جوانی کے جوشوں اور قوی کے جذبات کی عمر میں مکہ کی پر تعیش اور چہل پہل کی زندگی سے مُنہ پھیر کر اور اپنی بڑی ہی خوبصورت بڑی ہی وفادار غمگسار بیوی کو چھوڑ کر ہفتوں ہفتوں تک سنسان جنگل کے غار حرا میں بسر کرنے اور کسی غیب الغیب اور غیر مرئی ذات کی لذت میں مالوف اور محسوس لذتوں کی پروا نہ کرتے۔ لاکھوں لاکھ بہت بازدل کی طرز زندگی کا نمونہ آپ کے اس طرز عمل کو سمجھو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی جو شاہ مصر کے پر رونق محلات میں بڑھے اور پھلے تھے کثرت سے بھاگ کر طور کے غاروں میں چلہ گزینی کرتے۔ ہمارے زمانہ میں بھی اُن مقدس راستبازوں کے زندہ نمونے اور اُن کی عملی زندگی کے سچے اظہار اور ثبوت حضرت امام زمان علیہ السلام نے عین آغاز شباب میں یہی نمونہ دکھایا۔ آپ بیس سال سے زائد ایک کوٹھڑی میں جاگزیں رہے اور دنیا کے ہنگاموں اور کثرت کے مشغلوں سے کوئی سروکار نہ رکھا۔ اب وہی سوال ویسا ہی عود کرتا ہے کہ کیا یہ راستباز مجنون تھے یا سڑی تھے جو چڑچڑا پن اور خشک مزاجی کی وجہ سے لوگوں سے اختلاط کرنا اور اُن کی بزم عیش اور رسوم میں شامل ہونا پسند نہیں کرتے تھے اور ابنائے دنیا کے خلاف اپنے رشتہ داروں سے بڑی بیزاری کے ساتھ قطع تعلق کرتے تھے۔ حقیقت یہی ہے کہ اُنھوں نے دیکھا اور اُن کو ایسا ہی دکھایا گیا اور واقعی یونہی تھا کہ قدوس خدا کی مرضیوں کے پانے اور اُس کی رضا کے حاصل کرنے میں اور اس جہان کی لذات اور تنعمات سے بہرہ مند ہونے میں تغائر کلی اور بون بائن ہے اور دین اور دنیا دونوں ایک وقت میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ اُن خدا کے برگزیدوں نے خدا کے اعلام سے سمجھا کہ یہ جہان سیڑھی ہو دوسرے عالم کی۔ اور یہاں اُن کو اس لئے بھیجا گیا ہے کہ دوسرے جہان کے ابدی سکھ اور سرمدی سکونت کے لئے تیاری کریں۔ خدا تعالیٰ کی حکیمانہ صفات نے لذیذ اشیا کو اس جہان میں ابتلا اور امتحان کے طور پر پیدا کیا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا اور وہ حکیم ایسا نہ کرتا تو کوئی امتحان نہ ہوتا اور امتحان کے بغیر۔ راستبازوں اُس کے لئے محبوبات کو چھوڑنے والوں سب سے اُسی اکیلے کو اختیار کرنے والوں اور دل کے کچوں اور مکھی اور کتے اور چیونٹی کی طرح اُس سے ہٹ کر لذات میں پھنس جانے والوں اور لذات اور مشتہیات کی تلاش میں تاک رگڑ نے والوں اور مرمٹنے والوں میں کوئی مابہ الامتیاز نہ ہوتا۔ خدا تعالیٰ کا سچا منشا ہرگز نہیں کہ لذات کو اختیار کیا جاوے ورنہ سب مذاہب سے کامیاب اور سچا مذہب مزدک یا بام مارگیوں کا مذہب ہوتا اور شراب اور زنا ایسی چیزیں ہوتیں کہ اُن سے بہرہ مند ہونے کے لئے تمام آسمانی صحیفوں میں امر پر امر اور تاکید پر تاکید ہوتی۔

الحاصل ایک طرف تو یہ قوم اس صورت اور وضع کی نظر آتی ہے۔ دوسری طرف ایک قوم ہے کہ جن کے مبادی اور مقاصد قطعاً پہلی قوم سے مخالف پڑے ہوئے ہیں۔ اس دوسری دنیا پرست دنیا کی زندگی کی لذات پر مکھی کی طرح سر پٹکنے والی قوم کا نمونہ ہیں یورپ کے مرتزقہ۔ جس قدر دنیا کے کمانے کے ذریعے اور اسباب خدائے حکیم نے ابتلا کے طور پر اس قوم کے ہاتھ میں دئے ہیں ابتدائے دنیا سے آج تک اور کسی قوم کو نہیں دئے۔ اگر زمین کے خزانوں کی چابیاں ان کے ہاتھوں میں آ جانا خدا کی طرف سے ابتلا کے طور پر نہیں بلکہ اصطفا کی غرض سے ہے جیسے یہ مقتت نیچریوں یا شیر ملیشوں کا گمان بلکہ ایمان ہے تو اس تمول اور تعیش سے لا نظیر فسق و فجور کیوں پیدا ہوا جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ سچو لاشریک خدا پر ایمان کی دولت اور اعمال صالحہ کی توفیق ان کے ہاتھوں سے نکل گئی۔ خون رونے کی جگہ ہے کہ مسلمانوں کو اس قوم کی دنیا کی تقلید پر مجبور کیا جاتا ہے اور اس منحوس تقلید کی ترویج اور جواز کے لئے تہذیب اخلاق کے نام سے رسالے جاری کئے جاتے ہیں۔ ان ناعاقبت اندیش اسلام کے نادان دوست مصلحوں کی تاریک پالیسی کا بدنتیجہ یہ ہوا کہ ہوا پرستوں کو شریعت پر تمسخر کرنے اور بیقیدی کے لٹوکات ہاتھ میں آ گئے۔ اور شریعت حقہ کے سچے فرمانبرداروں اور متقی اور مطہر ناصحوں کی تبلیغ کے مقابلے ان بے باک نوجوانوں نے دروازے بند کر لئے۔

اگرچہ یہ مضمون ہنوز بسط چاہتا ہے اور میری طبیعت بھی ابھی سیر نہیں ہوئی مگر ضرورتاً اتنے پر کفایت کرتا ہوں مگر آخر میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مصر کے نامی اخبار اللوا سے دو ایک باتیں نقل کر کے دکھاؤں کہ ہمارے ملک کے نوجوانوں کا گروہ اپنے خیالات میں کس قدر غلطی پر ہے۔ زمانہ کی رفتار یا یورپ کے بد اثر سے

آج کل مصر میں بھی ایک نوجوان گروہ پیدا ہوا ہے جنھوں نے عورتوں کے پردہ کے خلاف کتابیں اور رسالے لکھنے اور قوم کو نساء یورپ کی تقلید کی طرف بلانا شروع کیا ہے۔ اور یورپ کی مزخرف وتیا نے ان کو ایسا شیفتہ اور شیدا بنا لیا ہے کہ قریب ہے کہ اس گردن زدنی عزّی کے آگے سربسجود ہو جائیں۔ چونکہ وہ نوجوان اور ہمارے ملک کے ینگ مین ایک ہی پاک مشرب سے پانی پیتے ہیں ان کی نقاطیوں اور ان کی منطقوں میں ذرا بھی فرق نہیں۔ اس ناتجربہ کار پر جوش گروہ کو اللوا نے جن لفظوں میں ہدایت کی ہے وہ ہمارے نوجوانوں کے غور کے قابل ہیں۔

## اللوا

نقول اننا نخالف حضرتہ فی ھذہ النقطۃ کل المخالفۃ فاننا لسنا فی طریق اوربا ولم یظھر منا ما یشیر الی ذلک مطلقا وان اقل نظرۃ علی ھیئتنا وھیئتھم الاجتماعیین تریناالادلۃ وھلۃ ان الفرق بعید بین اصولنا الحیویۃ واصولھم وعواملنا العمرانیۃ وعواملھم نحن امۃ احکمت روابطنا اصول دینیۃ ورسخ فی اذھاننا اننا لم نھبط عن عرش عزنا الا لترک تلک الاصول الموصلۃ لسعادۃ الحیاتین وتلک الامم ربطت احادھا روابط الجنسیۃ او الوطنیۃ ورسخ فی اذھانھا انھا لم ترتق الا بترک التعالیم الدینیۃ ھذہ النظرۃ البسیطۃ تکفی لان تقنعنا باننا لا نستطیع ان نحذو حذو اوربا فی شؤنھا الا اذا حلت عندنا محل الرابطۃ الدینیۃ رابطۃ وطنیۃ او جنسیۃ وحی من اذھاننا ان رقینا الاوج السعادۃ لا یتاتی الا بترک الدیانۃ الاسلامیۃ و ھل یمکن حدوث ھذا التحول الذریع ما دام التعلیم التحریبی ینبئنا کل یوم ان دیننا ھو اکسیر شفائنا ومرھم سائر جراحنا وھو الامر الذی ادرکہ مثلنا کثیر من مشاھیر علماء الغرب ۔ اللوا ۱۰ جون سنہ ۱۹۰۱ء

**ترجمہ** ہم اس نقطہ میں آپ سے پورے مخالف ہیں اس لئے کہ ہماری راہ یورپ کی راہ نہیں اور نہ کبھی ہم سے ایسی بات ظاہر ہوئی ہے جس سے اس کی بو بھی آوے۔ یورپ کی اور ہماری ہیئت اجتماعی پر ایک نظر ڈالنے سے معاً صاف پتا لگ جاتا ہے کہ ہمارے تمدنی اور زندگی کے اصول اور عوامل میں اور انمیں بڑا بھاری فرق ہے۔ ہم ایک قوم ہیں کہ ہمارے آپس کے روابط اور تعلقات کو دینی اصول نے مضبوط کر رکھا ہے اور ہمارے ذہنوں میں یہ بات پختہ کی گئی ہے کہ ہم عرش عزت سے اسی وجہ سے نیچے گرے ہیں کہ ہم نے ان اصولوں کو جن کے اختیار کرنے سے دونوں زندگیوں کی سعادت ملتی تھی چھوڑ دیا ہے۔ اور یورپین وہ قوم ہیں کہ ان کے افراد کو جنسیت اور وطنیت کے روابط نے پیوند دے رکھا ہے۔ اور ان کے ذہنوں میں یہ بات جم گئی ہے کہ یہ ترقی انھیں دینی تعلیموں کو پس پشت پھینک دینے سے حاصل ہوئی ہے جب ہم اپنے عموم اجتماعی اصولوں پر سرسری نگاہ ڈالتے ہیں ہمیں صاف یقین ہو جاتا ہے کہ ہم میں یورپ کے قدم بقدم چلنے کی ہرگز قدرت نہیں۔ ہاں یہ بات اس صورت میں ممکن ہے کہ ہمارے نزدیک بھی وطنی یا جنسی رابطہ دینی تعلق یا دینی رابطہ کی جگہ لے لے اور ہمارے ذہنوں میں یہ بات ڈالدی جائے کہ ہم سعادت کے اوج پر پہونچ نہیں سکتے جب تک مذہب اسلام کو نہ چھوڑیں اور یہ تبدیل کبھی ممکن ہو سکتی ہے جب تک تجربہ ہمیں ہر روز یہی دکھا رہا ہے کہ ہمارا دین ہی ہماری شفا کی اکسیر اور ہمارے سارے زخموں کی مرہم ہے اور ہماری طرح بہت سے مشہور مغربی علما بھی اس نتیجہ پر پہنچے ہیں۔

غرض ان برگزیدوں نے زندہ خدا کو دیکھا اور خود اپنے کانوں سے انا الموجود کی آواز سنی اس لئے اس دنیا کی لذات اور شان شوکت کی طرف پیٹھ پھیر دی۔ اس وقت بھی جبکہ عیش وعشرت اور فسق و فجور نے پاک سادہ زندگی اور تقوی طہارت کی جگہ لے لی اور خدا کی ہستی سے یا تو تصریحاً انکار کیا گیا یا ایک مجرد عن الصفات معطل قوت اسکو سمجھا گیا اور وہ تمام عزت اور تکریم جو خدا اور اس کے رسول اور اس کی سنت کو دینی چاہیئے تھی کفر اور باطل کی سیرت کو دی گئی خدا نے استمراری عادت کے موافق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح اور مہدی بنا کر بھیجا حضرت ممدوح نے (ایدہ اللہ) انبیاء علیہم السلام کے منہاج پر خدا کو دکھایا اور اپنی مقتدرانہ اور قاہرانہ پیشگوئیوں اور روشن علوم اور خدا کی ہم کلامی کے ثبوتوں سے وہی زندہ ایمان دلوں میں پیدا کیا جس کے ساتھ گناہ سوز فطرت ملتی ہے۔ باقی آئندہ۔

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کی اہتمام سے چھپا